تفسیر ماتریدی
یا
تاویلات اهل السنة

(سلسلہ کے لئے دیکھئے جون ۱۹۷۳)

ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی

(۵)

دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو کتاب اللہ کی پیروی نہیں کرتا اور نہ کسی پیغمبر پر ایمان رکھتا ہے، اس کے افراد بتوں کی اور آگ، پتھر اور ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جن کو ان کا جی چاہتا ہے، اور یہ ایسی چیزیں ہیں جو نہ ضرر کی مالک ہیں نہ نفع کی۔

ایسے لوگوں کی کوئی شریعت نہیں، یہ لوگ سب کے سب حیران و سراسیمہ ہیں، نہ کسی معبود کو پہچانتے ہیں نہ کوئی اچھا راستہ دیکھتے ہیں، نہ ان میں کوئی ایسا شخص ہے جو خوف و مصیبت میں کسی راستے کی طرف رہنمائی کرسکے اور حق پر انہیں گامزن بنائے۔ بلکہ گمراہ پھرتے ہیں اور تاریکیوں میں مبہوت و متحیر رہتے ہیں ۔

دونوں گروہوں میں سے جو حیرت و استعجاب میں ہیں وہ ایسے شخص کے زیادہ محتاج ہیں جو انہیں گمراھی کی بیماری سے شفا دے اور ہدایت کی روشنی مہیا کرے، اور آپس میں محبت و وداد کی روشنی بڑھائے اور اختلاف کی تاریکی کو دور کرے، شیطان کے راستے سے نکال کر ان کو اللہ کے راستے پر چلائے۔ معبود حقیقی کی معرفت سے انہیں آراستہ کرے تاکہ باطل خداؤں کو اپنا رب نہ سمجھیں ۔

ایسے نازک دور میں جبکہ ایک راہ نما کی سخت ضرورت تھی اللہ تعالی نے ان کی طرف ایک پیغمبر بھیجا، انھیں اپنی آیات سے نوازا، تاکہ رسول اللہ کی آیتوں کی انھیں تعلیم دے، اللہ تعالی نے اپنی نعمتیں ان پر اتاریں تاکہ ان کو گمراھی سے بچائے بشرطیکہ اس پیغمبر کی وہ لوگ اطاعت کریں اور اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں۔

گویا ان لوگوں کی مثال اس قوم جیسی ھے جو گھنگور گھٹا اور رات کی تاریکیوں میں مبتلا کی گئی، تاریکی کی وجہ سے کچھ سجھائی نہ دیتا تھا کہ اپنی ضرورتوں کو پوری کریں اس لئے حیران و پریشان تھے، کیونکہ تاریکی میں صحیح جگہ ان کے قدم نہیں پڑرہے تھے، ایسی حالت میں ان کی حیرانگی نے انھیں آگ جلانے پر آمادہ کیا کہ اپنی حاجتیں پوری کریں، اور ھلاکت سے بچیں نیز صحیح قدم رکھ سکیں۔

ایسی قوم سے بھی مثال دی جاسکتی ھے جو سخت بھوک پیاس میں مبتلا ھے، زمانہ تنگ اور قحط کا ھے، لوگ فریاد کرتے ھیں کہ کوئی انھیں اس پریشان حالی سے نکالے، اللہ تعالیٰ ان کی فریاد سن لیتا ھے اور بارش سے زمین سیراب کرتا ھے۔

اس قوم میں کچھ لوگ ایسے ھوئے جنھوں نے آگ جلانے بارش برسانے وغیرہ جیسی نعمتوں کا اعتراف کیا، اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ صمیم قلب سے ادا کرنے لگے، یہ لوگ ھلاکت سے نجات پاگئے، اور اپنی حاجتوں کو پاگئے، آگ اور بارش سے نفع اٹھانے میں کامیاب رھے۔

یہ ان لوگوں کی مثال ھے جنھوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچانا اور اللہ کا شکریہ ادا کیا۔

مگر اس قوم میں کچھ ایسے لوگ بھی ھیں جنھوں نے کفران نعمت کیا، اور آگ کی روشنی کو نعمت نہ سمجھا اور دئے ھوئیے انعام کی ناشکری

کی (اور اس حال کو بھول گئے جس میں مبتلا تھے)، جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''واذا مس الانسان ضر (الزمر : ٨، ٩ع) (جب کوئی تکلیف انسان پر آپڑتی ہے) اس طرح کی کئی آیتیں ہیں مثلاً : ''واذا مسکم الضر فی البحر،، (الاسراء : ٦٧) (اور جب سمندر میں تم کو کچھ نقصان پہنچ جاتا ہے)، چنانچہ اللہ تعالی نے ان کی روشنی کو بجھا دیا، تو اب آگ کی روشنی سے نفع نہیں اٹھا تے، اور نہ اس چیز کو پاتے ہیں جس کے ذریعہ اپنی حاجت پوری کریں -

یہ شان ان لوگوں کی ہے جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا، نہ تو ان سے نفع اٹھائے اور نہ اپنی حاجتوں کو پاسکے - بلکہ اور زیادہ تیرگی اور حیرت میں پڑگئے، جیسا کہ آگ جلانے والے کے ساتھ پیش آتا ہے کہ اس کی آنکھ خیرہ ہو جاتی ہے -

اسی طرح وہ لوگ ہیں جو سخت تاریکی میں راستہ چلتے ہوئے آزمائیش میں مبتلاہوئے - اور اس نعمت کا شکریہ ادا نہیں کیا کہ ان کے قدم رکھنے کو اللہ تعالیٰ نے بجلی کی چمک پیدا کی، تو اللہ تعالی نے برق کے نور سے ان کو محروم کردیا، بجلی کی چمک بند ہوگئی، بادل ان کی ہلاکت کو پھر آگئے، اور بارش ان کے لئے بلائے (ناگہانی) بن گئی -

ایسے ہی وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے آگے اپنی بڑائی چاہتے ہیں اور ان کی باتیں سننے سے اعراض کرتے ہیں، (شر سے بچنے کی) قوت اللہ ہی کی توفیق سے حاصل ہوتی ہے -

٦ - و وقولہ : یاایھا الناس اعبدوا ربکم [٦ - و]، اے لوگو ! اپنے پروردگار کی عبادت کرو -یہ خطاب خاص و عام دونوں کا احتمال رکھتا ہے -

اور ''عبادت کرو،، کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے پروردگار کو ایک سمجھو،

عبادت توحید کو اس طرح بتاتی ھے کہ اللہ تعالی کی عبادت توحید کے ساتھ ھوتی ھے اور توحید ھی سے خالص ھوتی ھے۔

نیز ''اعبدوا،، کہا جاتا ھے اور معنیٰ یہ ھے کہ اللہ کی اطاعت کرو یعنی اپنی عبادت کو اللہ کے لئے خاص کرو، اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو۔

دونوں تاویل کی (صورتوں) میں خطاب کفار کو ھے۔

''اعبدوا،، کا مطلب ھے اللہ کی اطاعت کرو۔

عبادت کا مفہوم ھے کہ عبد (بندہ) اپنی ساری باتوں کو قول و عمل عقیدہ و معاملہ کو اللہ کے لئے بنائے۔ اسی طرح توحید و اسلام کو اللہ ھی کے لئے سمجھے۔

طاعت و فرمانبرداری کا تعلق فرمانبرداری اور حکم بجالانے کے ساتھ ھے۔ یہ تو جائز ھے کہ غیر اللہ کی اطاعت کرے۔ مگر غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں۔ بنابریں ھر وہ شخص جو کسی دوسرے کے حکم پر عمل کرتا ھے تو گویا وہ دوسرے کی فرمانبرداری کرتا ھے، چنانچہ اللہ تعالی کا قول ھے: ''و اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول،، (سورۂ المائدہ : ۹۲)۔ اور جو شخص کسی دوسرے کے حکم کے مطابق عمل کرتا ھے وہ اس کا عابد نہیں۔ اور ھم اللہ ھی سے (حق سمجھنے کی) مدد چاھتے ھیں :

آیندہ اس ذات کا بیان ھے جس نے اپنی توحید اور اپنے لئے خالص عبادت کا حکم دیا : چنانچہ اللہ نے فرمایا : (الذی خلقکم والذین من قبلکم)، جس نے تم لوگوں کو اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے۔

اور جن کو تم پوجتے ھو انھوں نے نہ تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے۔ تو کیوں تم ان کو پوجتے ھو اور اس ذات کو نہیں پوجتے جس نے تم کو پیدا کیا ھے و باللہ التوفیق۔

وقولہ : (لعلکم تتقون) تاکہ تم لوگ شرک و معاصی سے بچو
دو وجہیں ھو سکتی ھیں :

۱ - تم بچو گناھوں اور منع کی ھوئی اشیاء اور ان چیزوں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حرام کیا ھے۔ اگر یہ مفہوم مراد ھے تو خطاب مومنین سے ھے -

۲ - تم شرک اور غیر اللہ کی عبادت سے بچو۔ اس مفہوم کی تقدیر پر خطاب کفار سے ھے - * شیخ فرماتے ھیں : بہتر یہ ھے کہ تقویٰ اور توحید کے حکم کو عام سمجھا جائے، اور تقویٰ کی خبر کو خاص -

''لعلکم،، یعنی تاکہ تم سب تقویٰ سے کام لو -

وقولہ : ''الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم ،،-

''جس ذات نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو بلند عمارت بنایا، اور آسمان سے پانی (بارش) اتارا، جس سے تمہاری رزق کے لئے طرح طرح کے پھل پیدا کئے ،،-

اس ذات سے ڈرنے کا بیان ھے جس کی توحید کا حکم ھے، اور جس کی عبادت اور جس کے لئے نیت خالص کرنے کا حکم ھے - چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا : ''جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا تاکہ تم سب اس سے نفع حاصل کرو، اور اس میں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے طرح طرح کے منافع حاصل کرو، جہاں اپنا ٹھکانا اور رھنے کی جگہ بنا سکو '' -

''والسماء بناء،، یعنی آسمان کی عمارت کو بلند کیا -

---

* شیخ سے مراد غالباً ابو منصور ماتریدی ھیں، اگر انھوں نے خود تفسیر املا کیا تو ظاھر ہے تلامذہ نے یہ الفاظ بڑھا دئے - اور اگر املا کرنا ثابت نہیں تو اس کو امام ماتریدی کے قریب العہد کے ناقلین کا اضافہ سمجھنا چاھئے -

سماء ہر اونچی اور مرتفع شے کو کہتے ہیں، چنانچہ گھر کی چھت کو بلند ہونے کی وجہ سے 'سماء' کہا جاتا ہے۔

سماء کو 'بناء' کہا گیا ہے اگرچہ مخلوق کی بنا (عمارت) سے اس کو کوئی مشابہت نہیں ہے اس لئے کہ لفظ بناء انسان کی بنائی ہوئی عمارتوں کے لئے خاص نہیں ہے (بناء الٰہی پر بھی اس کا اطلاق مستعمل ہے۔)

پھر اللہ جلشانہ نے عبادت کے مستحق کی مزید وضاحت کردی کہ اسی کی عبادت کرو جو تمہارے لئے آسمان یعنی اونچی اونچی بدلیوں سے تمہاری حاجتوں کے مطابق پانی برساتا ہے، اور اس کی عبادت نہ کرو جس کے متعلق تمہیں علم ہے کہ اس نے تمکو نہ پیدا کیا اور نہ تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا اور نہ اس پانی سے تمہارے کھانے کو انواع و اقسام کے پھل پیدا کئے۔

(عبادت کے لائق تو) وہی ایک اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں، (اور عبادت کا وہی حقدار ہے) کیونکہ وہ تمکو پیدا کرتا ہے، رزق دیتا ہے، تمہارے لئے آسمان سے پانی برساتا ہے جس سے طرح طرح کی چیزیں اگائی جاتی ہیں جن کو تم کھاتے ہو، اور تازہ شیریں پانی پیتے ہو۔

اس آیت مبارکہ میں یہ دلالت بھی موجود ہے کہ آسمان و زمین پیدا کرنے، پانی برسانے اور پھر پھلوں کے پیدا کرنے نیز اقسام و انواع کے منافع پیدا کرنے سے مقصود بنو آدم ہیں، جن کے لئے ساری کائنات شب و روز محنت کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ان آیات مبارکہ سے ظاہر ہے: "تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور جو چیزیں اگتی ہیں اور جو کچھ اتاری جاتی ہیں (سب تمہارے لئے ہیں)۔ ایک دوسری آیت میں مذکور ہے: "وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منه (الجاثیة: ۱۳): تمہارے تابع کئے گئے وہ سب کچھ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں

ھیں، سارے کے سارے۔ تیسرا فرمان ھے : ''سخر لکم اللیل والنھار (ابراھیم : ۳۳، النحل : ۱۲) اور اللہ نے تمھارے تابع بنایا ھے رات کو اور دن کو،، ۔ ''وسخر لکم الفلك (ابراھیم : ۳۳) اور تمھارا مسخر بنایا ھے آسمان کو،، اس طرح کی بہت سی آیتیں ھیں ۔

ان سب کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ھم سب کی طرف کی ھے، پھر اللہ بزرگ و برتر نے اپنے لطف(وکرم) سے آسمان کے منافع کو زمین کے منافع کے ساتھ متصل کردیا ھے حالانکہ دونوں کے درمیان مسافت بہت ھے، تاکہ یہ واضح ھوجائے کہ زمین کچھ اگاتی ھے تو صرف اس وجہ سے کہ آسمان سے پانی برستا ھے، اور سب کو اس بات کا علم ھوجائے کہ آسمان کا اولین بار پیدا کرنے والا زمین کا پیدا کرنے والا ھے، اگر دونوں کے پیدا کرنے والے غیر ھوتے تو آسمان و زمین کے منافع کو باوجود دونوں کے ایک دوسرے سے دور ھونے کے متصل بیان کرنے کا کوئی مفہوم نہ ھوتا، اور نہ ایک کے دوسرے سے مختلف ھونے کی غرض و غایت ظاھر ھوتی ۔

بنابریں ان آیات سے ظاھر ھے کہ آسمان و زمین دونوں کا بنانے والا ایک ھے، جس کا نہ کوئی شریک ھے اور نہ اس کی کوئی مثال ۔

کچھ لوگوں کا خیال ھے کہ ساری اشیاء ھمارے لئے حلال ھیں، جب تک کسی چیز سے منع وارد نہ ھو مطلق سب ھمارے لئے مباح ھیں ان کی دلیل یہ ھے کہ اللہ تعالی فرماتا ھے : ''رزقالکم،، ھم نے ان سب کو تمھارے لئے رزق بنایا ھے ، پھر فرماتا ھے،'' کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً،، (البقرۃ : ۱٦۸) جو کچھ زمین میں ھے انھیں کھاؤ کہ حلال طیب ھیں ۔

کچھ دوسرے لوگوں کا خیال ھے کہ یہ آیتیں اباحت پر دلالت نہیں کرتیں، کیونکہ اشیاء ھمارے لئے من کل‌الوجوہ (ھر اعتبار سے) نہیں ھیں،

تو اشیاء سے احتراز ہمارے لئے ضروری ہے یہاں تک کہ اباحت کا حکم آجائے۔ مزید یہ کہ اشیاء حلال ہیں اسباب کی بنا پر، تو اسباب کے وجود سے پہلے منع و احتراز کا ہونا لامحالہ ظاہر ہے، پس حلال و اباحت کے حکم سے پیشتر سارے اشیاء منع و احتراز کے حامل ہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اشیاء ہمارے لئے بطور ابتلا و آزمایش پیدا کی گئی ہیں، ایک فتنہ ہیں جن سے ہماری آزمایش مقصود ہے۔

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے: ''انما اموالکم و اولادکم فتنۃ (الانفال: ۲۸، التغابن: ۱۵) تمہاری دولت تمہاری اولاد فتنے ہی ہیں، جن کے ذریعہ ہم تمہارا استحان لیتے ہیں،' نیز فرماتا ہے: ''ولنبلو نکم بشئی من الخوف (البقرۃ: ۱۵۵) البتہ ہم کسی قدر خوف سے تمہیں ضرور آزمائیں گے،،۔

یہ بھی واضح ہے کہ عقل تسلیم نہیں کرتی کہ ساری اشیاء پر اباحت کا اطلاق کریں، کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سے مخلوق برباد اور فنا ہوجائے گی۔ چنانچہ اس لئے اللہ تعالی نے ہر ایک کے ملک کو علیحدہ علیحدہ بیان کردیا کہ اپنے اپنے خاص سبب کے ذریعہ اپنے ملک کو حاصل کرے۔ اور کسی قسم کی ہلاکت و فساد ان میں رونما نہ ہو۔

وقولہ: فلا تجعلوالله انداداً: اور اللہ ہی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ تو اللہ کے تم لوگ عبادت میں شریک و برابر کسی کو نہ بناؤ، سب کا رب ایک ہے، شئے کا 'ند، اس کا مساوی (عدل) ہے، اور اس کی شکل: اس کی مثال۔

وقولہ: وانتم تعلمون، اور تم جانتے ہو اولاً یہ کہ اس کا کوئی برابری کرنے والا، اس جیسا کوئی نہیں کہ ان کائنات کو پیدا کرکے تمہیں دکھائے، اور نہ تم نے یہ دیکھا کہ تمہارے معبودوں (بتوں) میں سے کسی نے کوئی شے بنائی۔

ثانیاً یہ کہ تم جانتے ہو کہ تم میں اس (معبود حقیقی) نے ایسی چیزیں پیدا کی ہیں کہ اگر ان میں غور و خوض، اور تفکر و تدبر کرو تو تمہیں یقین ہوجائے گا کہ اس کے برابر اور مانند کوئی دوسرا نہیں، اسی طرح اللہ فرماتا ہے ''وفی انفسکم افلا تبصرون،، (الذاریات : ۲۱) اور کیا تم اپنے کو نہیں دیکھتے کہ (تمہارے نفوس میں کیسی کیسی چیزیں ہیں، جن کو اللہ کے سوا کسی نے نہیں پیدا کیا)۔